مطالعہ فطرت اور ایمان

ایمان یوں تو بہت سی اَن دیکھی حقیقتوں کو محض نبیوں اور رسولوں کی شہادت کی بنیاد پر ماننے کا نام ہے لیکن اِس کی جڑ 'ایمان باللہ' ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی، اُس کی وحدانیت اور اُس کی صفاتِ کمال کی معرفت اور اُس کی عظمت کا نقش دِل پر قائم ہو جائے اور اِنسان اُس کی کبریائی کے تصور سے نہ صرف لرزہ براَندام ہو بلکہ اس کا دِل حمد وثنا اور تحسین وآفرین کے جذبات سے معمور ہو جائے اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ اللہ نے یہ سب بے مقصد نہیں بنایا۔ اس کا آسان ترین ذریعہ یہ ہے کہ اس کی تخلیق پر غور کیا جائے اور اس کی خلاقی، صناعی اور مصوری کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا جائے۔ اِس لیے کہ کائنات کی وسعت وعظمت دَرحقیقت اُس خالق ہی کی عظمت کا عکس ہے۔ اسی لیے اپنی عظمت اور کبریائی کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انفس وآفاق یعنی ہمارے اپنے اندر کی دُنیا اور باہر کی ساری کائنات کے مطالعے پر بہت زور دیا ہے۔ اِسی مقصد سے انسانی جسم اور کائنات کے بارے میں جو معلومات آج تک انسان نے حاصل کی ہیں ان کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ اُس سے اللہ کی عظمت کا نقش دِلوں پر قائم ہو کہ یہی ایمان کی اصل بنیاد ہے۔

اِنسانی جسم...... اِعداد وشمار کے آئینہ میں

اِنسان کا اپنا وجود جو اپنے جسم کے اِعتبار سے اگرچہ بہت بڑا نہیں مگر اِس کی ساخت پر غور کیجئے تو اَندازہ ہوتا ہے کہ اِس جیسی مشین آج تک کوئی نہیں بنا سکا، نہ کبھی بنا سکے گا۔ پھر اَربوں اِنسانوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی مکمل کاپی نہیں ہوتا۔ ایک عجیب وغریب اور وسیع وعریض کائنات کو اِس میں سمیٹ کر رَکھ دیا گیا ہے۔ جسے اِنسان خود سمجھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے لیکن پوری طرح آج تک نہیں سمجھ سکا۔

- جسمِ اِنسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے۔ ایک اَوسط قد وقامت کے اِنسانی جسم میں اِن خلیات کی تعداد ایک دو اَرب نہیں بلکہ ایک کروڑ اَرب ہوتی ہے۔ یہ تمام اَربوں کھربوں خلیے ایک ہی خلیے سے بنے ہوتے ہیں۔
- کروڑوں خلیے روزانہ ختم ہوتے اور دوسرے خلیے اُسی وقت اُن کی جگہ لے لیتے ہیں۔
- اَندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خون کے دَس لاکھ سرخ خلیات ختم ہو جاتے اور اِسی تعداد میں نئے خلیات جنم لیتے ہیں۔
- اِن تمام اَربوں، کھربوں خلیوں کا آپس میں اِتنا اِتفاق ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنا کام بڑی ذِمہ داری اور صحت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ہر خلیہ اپنا فرض اَچھی طرح جانتا ہے کہ کس طرح اِس نے سارے بدن کی بہتری کے لیے اَپنے حصے کا کام کرنا ہے۔
- یہ خلیے ایک بند مکمل شہر کی طرح ہیں۔ اِس کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بجلی گھروں کی طرح جنریٹر کا کام کرتے ہیں۔ اِن کی فیکٹریوں میں کیمیائی اجزاء تیار ہوتے ہیں۔ اِس تیار شدہ سامان کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کا انتظام بھی ہے۔ خطرہ یا نقصان پہنچنے پر اِس سے بچاؤ کے لیے دفاعی اقدامات اور احکام جاری ہوتے ہیں۔
- خلیے مختلف شکل، جسامت اور مختلف خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ اِن میں نازک خلیے بھی ہیں جن کی جسامت ملی میٹر کے دَس لاکھویں حصے کے برابر ہے۔ ہر گیارہ ماہ بعد کھربوں خلیوں پر مشتمل تمام نظام بدل جاتا ہے۔ پھر خود خلیوں کے اندر ہزار ہا جین ہوتے ہیں۔ ہر جین ایک عجیب وغریب مالیکیول سے بنتا ہے جسے DNA کہا جاتا ہے۔ اس کے اربوں یونٹ ایک خلیے میں ہوتے ہیں۔ ہر فرد کی پوری زندگی کا لائحہ عمل، قد، رنگ، بالوں کا رنگ، جسامت پہلے ہی سے

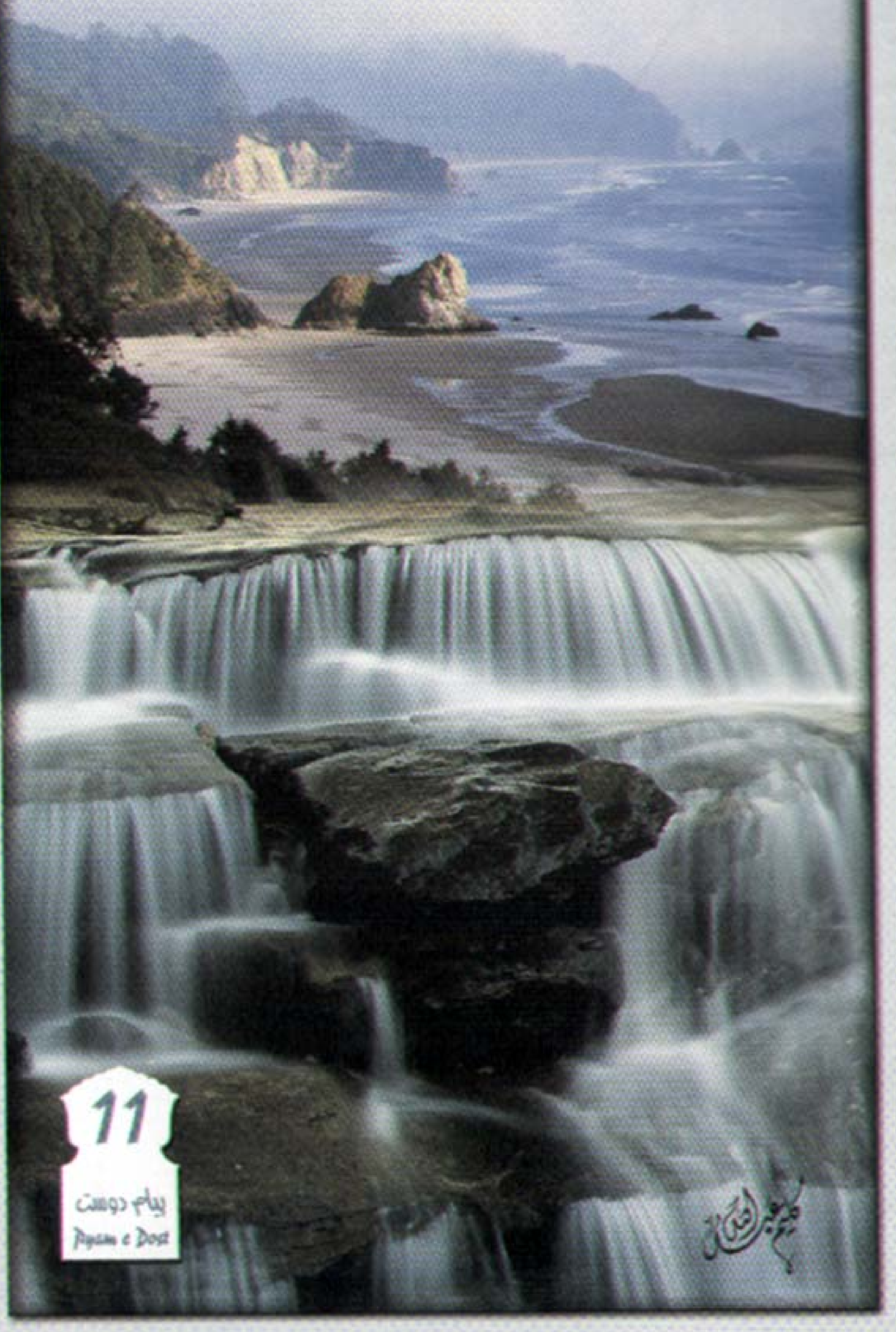

DNA کی ٹیپ میں ریکارڈ ہوتا ہے۔ DNA جو ایک عام خوردبین سے دیکھا بھی نہیں جاسکتا، اس کی تفصیلات اگر تحریر میں لائی جائیں تو بڑے سائز کے ایک لاکھ صفحات میں سمائیں۔

- ہمارے دماغ میں تقریباً ایک اَرب Nerve Cells ہیں۔ ہر Cell سے باریک تار نکل کر تمام جسم کے اندر پھیلے ہوتے ہیں جن کو 'عصبی ریشے' Nerve Fibres کہتے ہیں۔ اِن پتلے ریشوں پر وصول کرنے اور حکم بھیجنے کا ایک نظام انتہائی تیز رفتار سے دوڑتا رہتا ہے۔ اِنہی اَعصاب کے ذریعے ہم چکھتے، سنتے، دیکھتے، محسوس کرتے اور عمل کرتے ہیں۔ اِس مواصلاتی نظام پر دِن رات کروڑوں خبریں اِدھر سے اُدھر دوڑتی رہتی ہیں جو دِل کو بتاتی ہیں کہ وہ کب دھڑکے۔ مختلف اعضاء کو حکم دیتی ہیں کہ وہ کب حرکت کریں۔ پھیپھڑوں سے کہتی ہیں کہ وہ کیسے اپنا عمل کریں۔ ساری دُنیا کا ٹیلیفون کا نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کر سکتا۔ اگر جسم کے اندر یہ مواصلاتی نظام نہ ہو تو ہمارا پورا وجود منتشر چیزوں کا مجموعہ بن جائے جن میں سے ہر ایک الگ الگ اپنے راستے پر چل رہا ہو۔
- ہمارا دِل تقریباً ایک پاؤ ہوتا ہے، اِس میں دو پمپ ہوتے ہیں۔ ایک پھیپھڑوں کو خون بھیجنے کے لیے تاکہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے۔ دوسرا اِس صاف شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لیے۔ ایک آدمی کی اوسط زندگی میں دِل 3 لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اور اس کے علاوہ اپنی بجلی خود ہی پیدا کرتا ہے۔ آدمی اگر ستر سال زندہ رہے تو دِل 3 اَرب دفعہ دھڑکتا ہے۔
- انسان کی اوسط زندگی میں پھیپھڑے 50 کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں۔ اِنسان کی بنائی ہوئی کوئی مشین نہ ایسی مشقت مسلسل برداشت کر سکتی ہے اور نہ ہی بغیر مرمت اتنے لمبے عرصے تک اپنا کام جاری رکھ سکتی ہے۔
- ہماری آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے اور 13 کروڑ Nerve Fibres ہوتے ہیں جو تصویری مجموعے دماغ کو بھیجتے ہیں۔ نیز آنکھ کے muscles دِن میں ایک لاکھ سے زیادہ دفعہ حرکت کرتے ہیں۔
- اِنسانی بدن میں خون کی شریانوں کی لمبائی 60 ہزار سے ایک لاکھ میل تک ہے۔
- اِنسانی جسم 30 کروڑ سے زیادہ کیمیائی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اِس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ اِن اعداد و شمار پر مشتمل اجزاء کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اِس سے 10 ہزار موٹی موٹی کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی۔
- ہماری زبان میں 10 ہزار 'ذائقہ خانے' Tastebuds ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے علیحدہ عصبی تار کے ذریعہ دماغ سے جڑا ہوا ہے۔ اِنہی کے ذریعے وہ ہر قسم کے ذائقوں کو محسوس کرتا ہے۔
- ہمارے کان میں ایک لاکھ کی تعداد میں 'سماعتی خانے' ہوتے ہیں۔ اِنہیں سے ہمارا دماغ ایک نہایت پیچیدہ عمل کے ذریعے سنتا ہے۔
- ہماری تمام جلد میں 'حسیاتی ریشوں' کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ اگر گرم چیز جلد کے سامنے لائی جائے تو تقریباً 30 ہزار گرم خانے اِس کو محسوس کر کے فوراً دماغ کو اس کی خبر دیتے ہیں۔ گرمی کی خبر دماغ کو ملتے ہی 30 لاکھ پسینہ کے غدود پسینہ خارج کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کہ تحلیل ہو کر جسم کو ٹھنڈک مہیا کرتا ہے۔ اِسی طرح جلد میں اڑھائی لاکھ خانے ایسے ہیں جو سرد چیزوں کو محسوس کرتے ہیں۔ جب کوئی سرد چیز جسم سے چھوتی ہے تو دماغ اس کی خبروں سے بھر جاتا ہے۔ جسم کانپنے لگتا ہے، جلد کی رگیں پھیل جاتی ہیں، فوراً مزید خون اِن رگوں میں دوڑ کر آتا ہے تاکہ زیادہ گرمی پہنچائی جاسکے۔
- عصبی نظام کی کئی قسمیں ہیں، اِن میں سے ایک Autonomic Branch

ہے۔ یہ ایسے کام اِنجام دیتی ہے جو خود بخود جسم کے اندر ہوتے رہتے ہیں مثلاً ہضم، سانس لینا اور دِل کی حرکت وغیرہ۔ پھر اِس عصبی شاخ کے بھی دو حصے ہیں: ایک کا نام Sympathetic System جو کہ حرکت پیدا کرتا ہے اور دوسرا ParasympatheticSystem جو کہ روک کا کام کرتا ہے۔ اگر جسم تمام تر پہلے نظام کے قابو میں چلا جائے تو مثال کے طور پر دِل کی حرکت اتنی تیز ہو جائے کہ موت آجائے اور اگر بالکل دوسرے کے اختیار میں آجائے تو دِل کی حرکت ہی رک جائے۔ دونوں شاخیں نہایت درستگی کے ساتھ مل کر اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔ جب دباؤ کے وقت فوری طاقت کی ضرورت ہوتی ہے تو Sympathetic کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے اور دِل اور پھیپھڑے تیزی سے کام کرنے لگتے ہیں۔ اِسی طرح نیند کے وقت Parasympathetic کا غلبہ ہوتا ہے جبکہ وہ تمام جسمانی حرکتوں پر سکوت طاری کر دیتا ہے۔

اب دیکھیں کوئی ذی ہوش یہ کہنے کی غلطی نہیں کرے گا کہ کیمرہ اِتفاق سے بن کر تیار ہو گیا ہے مگر اس کے باوجود دنیا کے بہت سے ہوش مند یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنکھ محض اِتفاق سے وجود میں آگئی ہے۔

کائنات......اور نظامِ کائنات

- ہماری زمین جس نظامِ شمسی میں شامل ہے اس کی وسعت کا یہ حال ہے کہ زمین سورج سے صرف 15 کروڑ کلومیٹر دور ہے جبکہ پلوٹو سیارے کا سورج سے فاصلہ 15 اَرب 91 کروڑ کلومیٹر ہے۔
- ہماری زمین کا قطر 12754 کلومیٹر ہے۔ سورج کا قطر 14 لاکھ کلومیٹر ہے یعنی زمین سے 109 گنا بڑا۔ قطر کی یہ وسعت تو کچھ بھی نہیں جبکہ ہماری کہکشاں کا قطر ایک لاکھ x71 کھرب کلومیٹر ہے۔ اس کہکشاں میں ایک کھرب ستارے پائے جاتے ہیں اور اب تک ایسی کھرب سے زائد کہکشائیں دریافت ہو چکی ہیں۔
- سائنسدانوں کا خیال ہے کہ کائنات کے درمیان ایک کہکشاں ایسی ہے جس کے گرد تمام کہکشائیں چکر کاٹ رہی ہیں۔ ان کا ایک چکر 25 کروڑ سال میں پورا ہوتا ہے۔
- سورج کا وزن دس کھرب x19889 کھرب ٹن ہے یعنی زمین سے تقریباً سوا تین لاکھ گنا زیادہ اور درجہ حرارت تقریباً ڈیڑھ کروڑ ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔ اِس میں 40 لاکھ ٹن ہائیڈروجن گیس فی سیکنڈ اِستعمال ہوتی ہے اور اس کی سطح کا درجہ حرارت 6000 ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ سورج کی حرارت ابھی مزید 5 اَرب سال کے لیے کافی ہے۔
- ہماری کہکشاں کا وزن سورج سے 4 کھرب گنا زیادہ ہے اور اِس کا فاصلہ کائنات کے مرکز سے اڑھائی لاکھ x10 کھرب کلومیٹر ہے۔
- سب سے روشن کہکشاں کی مجموعی روشنی سورج سے سو ہزار کھرب گنا زیادہ ہے۔
- سب سے لمبی کہکشاں کی لمبائی تقریباً ایک ارب xدس کھرب کلومیٹر اور موٹائی دس کھرب x5 کروڑ 30 لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس کی روشنی 20 کھرب سورجوں کی روشنی کے برابر اور اس کا قطر ہماری کہکشاں سے 80 گنا زیادہ ہے۔ روشنی ایک شمسی سال میں تقریبا 3 لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے 95 کھرب کلومیٹر فاصلہ طے کرتی ہے اسے نوری سال کہا جاتا ہے اور یہ کہکشاں ہماری زمین سے ایک اَرب 7 کروڑ نوری سال دور ہے۔
- اگر تمام ستارے ایک جیسے فاصلے سے دیکھے جاسکیں تو Eta Carinae سب

سے زیادہ روشن ہوگا۔اس کی روشنی سورج سے 65لاکھ گنا زیادہ ہے۔

- 1989 میں فلکیات دانوں نے خلاء میں عظیم دیوار (Great Wall) کی دریافت کا اعلان کیا۔ یہ کہکشاؤں کا مجموعہ ہے۔ اِس کی لمبائی دس کھرب x ساڑھے سات اَرب کلومیٹر ہے۔اس کی چوڑائی دس کھرب 2.6x ارب کلومیٹر ہے اوراس کی گہرائی دس کھرب x 22 کروڑ کلومیٹر ہے۔
- اب تک جو کائنات معلوم ہوئی ہے اِسے اگر مکعب کلومیٹر میں ناپا جائے۔ایک مکعب کلومیٹر ایک کلومیٹر لمبائی،ایک کلومیٹر چوڑائی اور ایک کلومیٹر اونچائی ہے تو پوری معلوم کائنات کا گھیراؤ نکالنے کیلئے ایک کے آگے 69 صفر لگانے پڑیں گے تب حساب پورا ہوگا۔اس کے باوجود کائنات لامحدود ہے اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ مسلسل انتہائی تیز رفتاری سے مزید پھیل رہی ہے۔
- اندازہ ہے کہ ایک کہکشانی نظام ایسا ہے کہ اس کی جو شعاعیں اس کہکشاں سے چار ارب نوری سال پہلے روانہ ہوئی تھیں وہ آج ہم تک پہنچی ہیں۔ یعنی اس کہکشاں کی روشنی نے زمین تک پہنچنے کے لیے چار ارب x95 کھرب کلومیٹر فاصلہ طے کیا ہے۔
- ہماری قریب ترین کہکشاں Andromeda Galaxy M31 ہے۔اس کا ہماری کہکشاں سے فاصلہ 22 لاکھ x 95 کھرب کلومیٹر ہے۔ اس کا وزن 3 کھرب سورجوں کے برابر اور اس کا قطر 95x130000 کھرب کلومیٹر ہے۔اس کا حجم ہماری کہکشاں سے دگنا ہے۔اس میں تقریباً 4 کھرب ستارے ہیں۔

بعض کہکشاؤں کا قطر 2 ہزار سے 8 لاکھ نوری سال، وزن 10 لاکھ سے 100 کھرب سورجوں کے برابر اور روشنی دس لاکھ سے 1 کھرب سورجوں کی روشنی کے برابر ہے۔ کہکشائیں کیا سب سے بڑی چیزیں ہیں؟ جی نہیں! کہکشائیں مل کر cluster بناتی ہیں۔ Cluster میں سینکڑوں سے لے کر ہزاروں کہکشائیں ہو سکتی ہیں۔ ہماری کہکشاں جس cluster میں ہے یہ 30 کہکشاؤں کا مجموعہ ہے جبکہ Spiral Galaxy M100 تقریباً 2500 کہکشاؤں کا مجموعہ ہے۔

پھر Super Cluster درجنوں Clusters پر مشتمل ہوتا ہے۔ابھی تک دِکھائی دینے والی کائنات میں تقریباً 10 لاکھ Super Cluster ہیں۔

ایک Cluster کی کہکشاؤں کا آپس میں فاصلہ 10 لاکھ x95 کھرب کلومیٹر سے 20 لاکھ x95 کھرب کلومیٹر تک ہوتا ہے اور Clusters کے درمیان آپس کا فاصلہ اس سے سو گنا زیادہ ہے۔Spherical Cluster میں 10 ہزار کہکشائیں ہیں۔

Quasars کائنات کے اب تک دریافت شدہ روشن ترین اجسام ہیں۔ زیادہ دور ہونے کی وجہ سے یہ بھی چھوٹے ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔ ان کی روشنیاں جو آج ہم تک پہنچی ہیں یہ دراَصل 10 ارب سال پہلے وہاں سے چلی تھیں۔ ہمارے نظامِ شمسی جتنا Quasar دس کھرب سورجوں سے زیادہ روشن جبکہ ہماری کہکشاں کی مجموعی روشنی سے سو گنا زیادہ روشن ہوتا ہے۔

Quasar3cg 10 سے 16 اَرب نوری سال کے فاصلے پر ہے۔

- اگر ہم 7 ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کریں تو کائنات عبور کرنے میں تین ہزار کھرب سال لگیں گے وہ بھی اگر کائنات محدود ہو تو جبکہ کائنات لامحدود ہے۔
- زمین اپنے محور پر 1000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے لٹو کی مانند گھوم رہی ہے۔اگر زمین کی رفتار 100 میل فی گھنٹہ ہوتی تو ہمارے دِن اور رات موجودہ دِن اور

رات سے دس گنا زیادہ لمبے ہوتے۔ زمین کی تمام ہریالی اور ہماری فصلیں سو گھنٹے کی مسلسل دھوپ میں جھلس جاتیں اور جو بچ رہتیں وہ لمبی سرد رات میں سردی کی نذر ہو جاتیں۔

- سورج جو ہماری زندگی کا سرچشمہ ہے، اس کی حرارت اتنی زیادہ ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ بھی اِس کے سامنے جل کر راکھ ہو جائیں مگر وہ ہماری زمین سے اتنے مناسب فاصلے پر ہے کہ یہ 'کائناتی انگیٹھی' ہمیں ہماری ضرورت سے ذرا بھی زیادہ گرمی نہ دے سکے۔اگر سورج دگنے فاصلے پر چلا جائے تو زمین پر اتنی سردی پیدا ہو جائے کہ ہم سب لوگ جم کر برف بن جائیں اور اگر وہ آدھے فاصلے پر آ جائے تو زمین پر اتنی حرارت پیدا ہوگی کہ تمام جاندار اور پودے جل بھن کر خاک ہو جائیں گے۔
- زمین کا کرہ فضا میں سیدھا نہیں کھڑا بلکہ 23 درجے کا زاویہ بناتا ہوا ایک طرف جھکا ہوا ہے۔ یہ جھکاؤ ہمیں ہمارے موسم دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں زمین کا زیادہ سے زیادہ حصہ آبادکاری کے قابل ہو جاتا ہے اور مختلف نباتات اور پیداوار حاصل ہوتی ہیں۔
- چاند ہم سے تقریباً 384,400 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔اس کی بجائے اگر وہ صرف پچاس ہزار کلومیٹر دور ہوتا تو سمندروں میں مدوجزر کی لہریں اتنی بلند ہوتیں کہ تمام کرۂ ارض دِن میں دو بار پانی میں ڈوب جاتا اور بڑے بڑے پہاڑ موجوں کے ٹکرانے سے رگڑ رگڑ کر ختم ہو جاتے۔ چاند کی اس مناسب کشش کی وجہ سے سمندروں کا پانی متحرک رہتا ہے اسی وجہ سے پانی صاف ہوتا رہتا ہے۔
- سورج اپنی غیر معمولی کشش سے ہماری زمین کو کھینچ رہا ہے اور زمین ایک مرکز گریز قوت کے ذریعہ اس کی طرف کھنچ جانے سے اپنے آپ کو روکتی ہے۔ اِس طرح وہ سورج سے دور رہ کر فضا کے اندر اپنا وجود باقی رکھے ہوئے ہے۔اگر کسی دِن زمین کی یہ قوت ختم ہو جائے تو وہ تقریباً 6000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کی طرف کھنچنا شروع ہو جائے گی اور چند ہفتوں میں سورج کے اندر اِس طرح جا گرے گی جیسے کسی بہت بڑے الاؤ کے اندر کوئی تنکا گر جائے۔
- اگر زمین کی اوپری پرت صرف دس فٹ اور موٹی ہوتی تو ہماری فضا میں آکسیجن کا وجود نہ ہوتا جس کے بغیر حیوانی زندگی ناممکن ہوتی۔ اسی طرح اگر سمندر چند فٹ اور گہرے ہوتے تو وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن جذب کر لیتے اور زمین کی سطح پر کسی قسم کی نباتات زندہ نہ رہ سکتیں۔
- اگر آکسیجن 21% کی بجائے 50% یا اس سے زیادہ مقدار میں فضا کا جزو ہوتی تو سطحِ زمین کی تمام چیزوں میں آتش پذیری کی صلاحیت اتنی بڑھ جاتی کہ ایک درخت کے آگ پکڑتے ہی سارا جنگل بھک سے اُڑ جاتا۔
- زمین کے گرد ہوا کا غلاف اِس انداز سے رکھا گیا ہے کہ زمین پر اس کا دباؤ مناسب رہے تاکہ اِنسان سانس لینے میں دُشواری محسوس نہ کرے۔اور باہر سے آنے والے شہابِ ثاقب رگڑ سے ہی جل جائیں۔ شہاب ثاقب ہر روز اوسطاً 2 کروڑ کی تعداد میں 6 سے 40 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے کرۂ ہوائی (ہوا کے غلاف) میں داخل ہوتے ہیں۔ اگر یہ غلاف موجودہ کی نسبت لطیف ہوتا تو شہابِ ثاقب زمین کے اوپر ہر آتش پذیر مادے کو جلا دیتے اور سطحِ زمین کو چھلنی کر دیتے۔ اگر زمین کے اوپر سے ہوا کا یہ غلاف کھینچ لیا جائے تو تمام جاندار آکسیجن نہ ہونے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں۔
- اگر زمین کا حجم کم یا زیادہ ہوتا تو اِس پر زندگی محال ہو جاتی۔ مثلاً اگر زمین کا قطر موجودہ کی نسبت چوتھائی ہوتا تو کششِ ثقل کی اس کمی کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ پانی اور

ہوا کو اپنے اوپر روک نہ سکتی۔ جیسا کہ جسامت کی اِس کمی کی وجہ سے چاند میں واقع ہوا ہے۔ چاند پر اِس وقت نہ تو پانی ہے اور نہ کوئی ہوائی کرہ ہے۔ ہوا کا غلاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ رات کے وقت بے حد سرد ہو جاتا ہے اور دِن کے وقت تنور کی مانند جلنے لگتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر زمین کا قطر موجودہ کی نسبت سے دُگنا ہوتا تو اس کی کششِ ثقل دُگنی ہو جاتی۔ جس کے نتیجے میں ہوا جو اِس وقت زمین کے اوپر 5 سو میل کی بلندی تک پائی جاتی ہے وہ کھنچ کر بہت نیچے تک سمٹ آتی۔ اس کے دباؤ میں فی مربع اِنچ 15 تا 30 پونڈ کا اِضافہ ہو جاتا، جس کا ردِعمل مختلف صورتوں میں زِندگی کے لیے نہایت مہلک ثابت ہوتا۔ اور اگر زمین سورج جتنی بڑی ہوتی اور اِس کی کثافت برقرار رہتی تو اس کی کششِ ثقل ڈیڑھ سو گنا بڑھ جاتی۔ ہوا کے غلاف کی موٹائی گھٹ کر 5 سو میل کی بجائے صرف 4 میل رِہ جاتی۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ہوا کا دباؤ ایک ٹن فی مربع اِنچ تک جا پہنچتا۔ اِس غیر معمولی دباؤ کی وجہ سے زندہ اجسام کا نشوونما ممکن نہ رہتا۔ ایک پونڈ وزنی جانور کا وزن ایک سو پچاس پونڈ ہو جاتا۔ انسان کا جسم گھٹ کر گلہری کے برابر ہو جاتا اور اِس میں کسی قسم کی ذہنی زندگی ناممکن ہو جاتی کیونکہ اِنسانی ذہانت حاصل کرنے کے لیے بہت کثیر مقدار میں اَعصابی ریشوں کی موجودگی ضروری ہے اور اس طرح پھیلے ہوئے ریشوں کا نظام ایک خاص درجہ کی جسامت ہی میں پایا جا سکتا ہے۔

- کیڑے مکوڑوں کی 3 کروڑ مختلف اقسام ہیں: سب سے زیادہ سونگھنے کی حس Eudiaparonia کے نر کی ہے وہ مادہ کی خوشبو 11 کلومیٹر دور سے سونگھ لیتا ہے۔

اِس کائنات اور انسان کے اپنے وجود کے اندر خالقِ کائنات نے اپنی جواَن گنت نشانیاں پھیلا دی ہیں ان پر غور وفکر اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج پر عمل ہی حصولِ ایمان کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی قدرت سے یہ ناممکن نہ تھا کہ ہماری غذا کے لیے براہِ راست آسمان سے روٹی برستی۔ پھر یہ کیوں ضروری ہوا کہ ہوائیں چلیں، بادل اُٹھیں، مینہ برسے، کھیتوں میں ہل چلیں، گندم بوئی جائے، خوشے نمودار ہوں، پھر ان میں دانے بیٹھیں، پھر گرم وخشک ہوائیں چلیں، جو اِن دانوں کو پکائیں اور اِس طرح کئی ماہ کے گرم وسرد مراحل سے گذر کر گندم کا دانہ کھیت سے کسان کے گھر پہنچے۔ یہ دُنیا بالکل سادہ اور بے رنگ بھی تو ہو سکتی تھی۔ ہمارے آگے قسم قسم کے پھل پھول، سمندر، ستارے، بیج سے لے کر درخت بننے تک کے مراحل، سب اِنسان کو دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ اِنسان کائنات کے جس گوشے پر نظر ڈالتا ہے اگر آنکھیں کھلی اور دِل بیدار ہو تو معرفتِ الٰہی کا ایک دفتر کھل جاتا ہے۔ ایک ایک شے ہمیں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے نجانے کتنے بھیس بدلتی ہے تاکہ ہم اس کے اندر اللہ کی نشانیوں کو دیکھیں اور اِن سے سبق حاصل کریں۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ”بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دِن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر، اور (بارش) کے پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے برسایا اور پھر اس سے زمین کو تر وتازہ کیا اس کے خشک ہونے کے بعد، اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں، عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں“۔ (البقرۃ ۲:۱۶۴)

مگر اِنسان کی عجیب بدقسمتی ہے کہ ایک طرف تو وہ اپنی ذہانت کے مظاہرے کا اِتنا شوقین ہے کہ اگر ٹیکسلا اور موہنجوداڑو کے کھنڈروں سے کوئی ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن بھی اس کے ہاتھ آ جائے تو اِس پر تہذیب، مذہب، سیاست غرض ہر چیز کا فلسفہ اور ایک فرضی تاریخ تیار کر دے گا۔ دوسری طرف اِس کی بدذوقی کا یہ حال ہے کہ خالقِ کائنات نے ایک ایک پتی، ایک ایک پھول پر اپنی حکمت کی جو نشانیاں بنائی ہیں نہ اِن کا کوئی حرف اِس کی سمجھ میں آتا ہے نہ اِن سے راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ سائنس کو بھی چاروں طرف حکمت تو نظر آتی ہے حکیم نظر نہیں آتا۔

کائنات کی اِن تمام حقیقتوں پر غور وفکر کے نتیجے میں خالقِ کائنات کی عظمت وقدرت کا جو اِحساس اور جو پہچان حاصل ہوگی اور جو کیفیت قلب میں پیدا ہوگی وہی صحیح ایمان کی بنیاد بنے گی۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ اِن حقائق سے سرسری طور پر نہ گزر جایئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت پر ایمان ویقین کو اپنے دِل کی گہرائیوں میں اتار لیجئے۔ اپنے وجود اور اِردگرد پھیلی ہوئی کائنات پر غور وفکر کی عادت بنا لیجئے۔ گھر میں، باغ میں لگے ہوئے پودوں کو غور سے دیکھئے، کیسے کلیاں بنتی ہیں، کیسے اِن سے پھول، پھل تخلیق ہوتے ہیں، پھولوں کی خوشبوئیں، پھلوں کے ذائقے، رنگ، اڑتے ہوئے پرندے، تاروں بھرا آسمان، چمکتا ہوا چاند، ایک بچے کا ننھا وجود ان سب کو دیکھئے، غور کیجئے۔ اس وقت آپ اپنے خالق کا قرب محسوس کریں گے۔ وہ آپ کو اِن تمام مناظر میں سے پکارے گا: ’مجھے پہچانا‘۔ آپ آنسوؤں بھرے چہرے کے ساتھ پکاریں گے: ’ہاں! میرے رب میں نے تجھے پہچان لیا‘۔ یہ منظر آپ کی روح کو سرشار کر دے گا۔ اندھیرے میں ڈرا ہوا بچہ باپ کے قرب کا اِحساس کر کے جس طرح پرسکون ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح آپ اپنے رب کو پہچان کر اُس کا قرب محسوس کر کے ایسا سکون محسوس کریں گے جس کے مقابلے میں دنیا بھر کی نعمتیں آپ کو ہیچ نظر آئیں گی۔ یہ ایمان آپ کے دل کو اتھاہ سکون سے بھر دے گا۔ سب خوف وغم قلب سے نکل جائیں گے۔ ”کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟“ کی صدا آپ کو اپنی شہ رگ سے آتی محسوس ہوگی اور آپ بھیگی آنکھوں کے ساتھ سربسجود ہو جائیں گے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اتنا عظیم خدا ہر آن محبت بھری نظروں کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہے اور ہماری زندگیاں سنوارنے کے لیے اس نے ہدایت نامہ بھیجا ہے۔ اگر ہم اُسے پکاریں ہی نہیں اور اُس کی بھیجی ہوئی کتاب کو کھول تک کر نہ دیکھیں تو کیا ہم بدترین سزا کے مستحق نہیں؟

انسانی جسم اور کائنات کے بارے میں حقائق مندرجہ ذیل کتب اور CD's سے لیے گئے ہیں:

① مصنف نامعلوم، مطالعہ فطرت اور ایمان فضلی سنز لمیٹڈ کراچی، 1985

② Guiness Book of world Records 1996

③ Microsoft Encarta 99

④ History of Universe

⑤ Grolliers Encyclopedia

⑥ Encyclopedia Britanica

www.ircpk.com

ہدیہ 4 روپے